دیوانِ مخلص کا ایک نادر نسخہ

از
(مولانا امتیاز علی خاں صاحب عرشی)

رای رایان انند رام مخلص محمد شاہی عہد کے مشہور ادیب ہیں۔ یہ ذولسانتین "دو زبان" شاعر تھے، اس لئے اردو و فارسی دونوں زبانوں کی محفل شعر و سخن میں ان کا مذکور ہوتا ہے۔

کتاب خانۂ رام پور میں مخلص کے دیوان کا ایک بیش قیمت نسخہ محفوظ ہے۔ یہ نہایت عمدہ انڈے کے رنگ کے دبیز کشمیری کاغذ پر عمدہ شفیعا آمیز نستعلیق خط میں لکھا گیا ہے۔

اس کے سرورق پر کسی نے لکھا ہے:

"دیوان انند رام مخلص، خاص مسودۂ مصنف میر منشی محمد شاہ بادشاہ غازی، اوستاد مرزا ہمایوں شاہ"

نسخۂ مذکور کے حاشیوں پر بہت سے اشعار "لراقمہ" عنوان کے تحت مندرج ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ ان اشعار کا کاتب ہی ان کا مصنف یا ناظم بھی ہے۔ خود متن کے اندر بھی بہت سے شعر اسی خط میں بڑھائے گئے ہیں، اور جگہ جگہ اشعار، مصرعے اور الفاظ قلمزد کر کے ان کی جگہ دوسرے شعر، مصرعے یا الفاظ بھی اسی خط میں لکھے گئے ہیں۔ کتاب خانۂ رام پور میں سفرنامۂ مخلص کا ایک نسخہ خود مخلص کے قلم کا محفوظ ہے۔ اسی کے قلم کی ایک بیاض اشعار کے چند ورق بھی موجود ہیں ان سب کا انداز خط دیوان کے حواشی کے اضافوں اور متن کی "چھوٹ" کے خط سے ملتا جلتا ہے[1]۔

---

[1] اورنٹیل کالج میگزین لاہور بابتہ نومبر ۱۹۳۱ء کے صفحہ ۹۰ کے مقابل مخلص کی ایک تحریر کا عکس شائع ہوا ہے۔ اس کا خط بھی زیر نظر دیوان کے اضافوں کے مشابہ ہے۔

اس سے یہ بات حدِ یقین کو پہنچ جاتی ہے کہ سرورق کی تحریر میں اس کو مسودۂ مصنف قرار دینا امرِ واقعی ہے۔

دیوان کا آغاز ایک طلاکار صفحے سے ہوتا ہے اور اقسامِ نظم میں پہلے غزلوں کو جگہ دی گئی ہے جو صفحہ ۲۵۹ پر ختم ہو جاتی ہیں۔

صفحہ ۲۶۲ سے ایک چھوٹی سی مذہب لوح کے تحت رباعیاں شروع ہوتی اور صفحہ ۲۸۹ پر انجام کو پہنچی ہیں صفحہ ۲۹۲ سے قطعات تاریخ کا آغاز ہوتا ہے یہ بھی ایک مذہب چھوٹی سی لوح کے تحت شروع اور صفحہ ۳۱۴ پر ختم ہوتی ہیں صفحہ ۳۱۶ سے صفحہ ۳۲۰ تک "اشعار ریختہ" درج کئے گئے ہیں، جن کی کل تعداد ۳۲ ہے ان اشعار کا عنوان حسب ذیل ہے۔

• اشعار ریختہ کہ گاہی بنا بر تفریح طبیعت گفتہ می شود:۔

اس عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مخلص اردو شعر تفریح طبع کی خاطر کہا کرتا تھا، اور چونکہ ان تفریحی اشعار کی تعداد کل ۳۲ ہے اسی بنا پر یہ بھی یقین ہے کہ اسے اس تفریح کا بہت کم موقع ملتا تھا۔ اندریں صورت میر تقی میر سے لے کر حکیم قاسم صاحب مجموعۂ نغز تک کے تذکرہ نگاروں کا اسے شعرائے اردو میں شمار کرنا صرف اسی سے تو درست ہے کہ وہ دہلی کے صاحبانِ اقتدار میں شامل تھا ورنہ ۳۲ شعر کہنے والے شاعر محمد شاہی کو اساتذۂ اردو کی صف میں کسی طرح جگہ نہیں دی جا سکتی۔

اس دیوان کے مطالعے سے یہ بات بھی بخوبی ظاہر ہوتی ہے کہ مخلص نے قصیدہ گوئی سے اپنے آپ کو دور رکھا۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ مداحی کو ناپسند کرتا تھا، اس لئے کہ قطعات میں اس نے اپنے خداوند نعمت کی خاصی مدح سرائی کی ہے بلکہ اس کی طبیعت کو قصیدے کے مقابلے میں غزل سے زیادہ لگاؤ تھا اس لئے اس نے بڑی دانش مندی سے کام لیا کہ قصیدے کے عنواں کو طے کرنے کا کبھی ارادہ ہی نہ کیا۔

قطعات کے آخر میں (ص ۳۱۴) مخلص نے یہ قطعہ درج کیا ہے:۔

پرتو فشاں چو گشت دریں عالمِ سخن　　خورشیدِ انورِ نظرِ خانِ آرزو

نابود گشت سایۂ اسقام یک قلم | اصلاح نور ریخت بہر گاہ چارسو
صد جائی خط کشید بر ابیات نا پسند | بنمود چوں قلم حرکت در بنانِ او
ہر یک خطی است جادۂ من اندریں طریق | باشم ز بہرِ شاہدِ معنی بجستجو
اصلاح راچو کرد کلک تیزی بکف گرفت | بستر د مصرعی کہ بنا ورد بہ ازو

اس کے بعد آرزو کی تعریف میں یہ دو شعر لکھے ہیں۔

شبستانِ معانی از تو روشن | سزد گویم ترا گر شمع ایں فن
جہاں را باعث آئین تو باشی | بدیں خود سراج الدیں تو باشی

ان اشعار سے خان آرزو کے اُس دعوے کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ[1]

"در عنفوانِ شباب اشعارِ خود را از نظر میرزا بیدل مرحوم گذرانیدہ۔ ازاں زماں باین عاجز محشور و مربوط است"

مجمع النفائس میں آرزو نے مخلص کے جو شعر انتخاب کئے ہیں ان کے الفاظ کا زیر نظر دیوان کے الفاظ سے مقابلہ کرنے پر یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ آرزو سے اصلاح لینے کے بعد بھی مخلص اپنے کلام کو پرکھتا رہا ہے اور جہاں کہیں کوئی مناسب تبدیلی سوجھی ہے بلا پس و پیش کر ڈالی ہے مثلاً آرزو کے یہاں اُس کا ایک شعر اس طرح درج ہوا ہے:۔

دریوزہ گر حضرت عشقیم چو مخلص | بر دل بنویسید براتِ صلۂ ما

زیرِ نظر دیوان میں مصرع اول کو قلمزد کر کے یہ مصرع بہم پہنچایا ہے

مشہور بدا حی عشقیم چو مخلص

اسی طرح آرزو نے ایک غزل کے یہ دو شعر چنے تھے:

عیشہا کردہ شد کہ ہماں بود | دخترِ تاک شب بخانۂ ما
قصۂ کوہ کن بود گویا | بوئی خوں آید از فسانۂ ما

---

[1] مجمع النفائس (مخطوطہ رام پور) ورق ۲۶ ا ب

دیوان میں یہ دوسرا شعر نہیں ہے، مگر ایک شعر کی سادہ جگہ موجود ہے اور کاغذ کو دیکھنے سے بآسانی معلوم ہو جاتا ہے کہ یہاں کوئی شعر لکھا ہوا تھا جسے چھیل ڈالا گیا ہے۔ مجھے یہ گمان ہے کہ مخلص نے اسی شعر کو ناپسند کر کے چھیل پھینکا ہے

آرزو نے ایک اور شعر اس طرح نقل کیا ہے :-

برسبیل شکوہ خواند ایں بیت سالک پیش یار مخلص ما یعنی آں سر حلقۂ دیوانہ ہا

دیوان میں بھی یہ شعر پہلے اسی طرح لکھا گیا تھا۔ بعد میں مخلص نے مصرع ثانی کے الفاظ "یعنی" "کو کاٹ کر اس کے اوپر" دلدادہ "تحریر کر دیا ہے۔

آرزو نے یہ شعر بھی انتخابی قرار دیا تھا۔

زندگی تا کی بکام دیگراں خانۂ یاس مجبتہا خراب!

مگر مخلص نے اس پر خط بطلان کھینچ دیا ہے۔

حسب ذیل شعر آرزو کا منتخبہ تھا :-

کنم جاں پیش کش، در دل چو ابروی تو جا گیرد بہ قیمت آشنا شمشیر را از آشنا گیرد

"دہم جاں، یاد ابرویش بدل ہر گاہ جا گیرد" دیوان میں مخلص نے پہلے مصرع یوں بدل دیا ہے

آرزو نے یہ مطلع بھی چن لیا تھا۔

دلم پر است برنگے زیاد خوش چشماں کہ چیدہ اند در آئینہ خانہ نرگسداں

مخلص نے اسے قلمزد کر کے تو دوسرا مطلع بہم پہنچایا اور اس قافیے کو اس طرح نظم کیا

بزیر ابروی آں شوخ می نماید چشم چنانکہ کس بگذارد بطاق نرگسداں

آرزو نے مجمع النفائس میں مخلص کے جتنے شعر چنے ہیں دیوان کے زیر نظر نسخے میں ان کے بالمقابل حاشیوں پر یہ علامت (ہ) ثبت ہے۔ اس سے میں نتیجہ نکالتا ہوں کہ انتخاب اشعار کے وقت آرزو کے مطالعے میں یہی نسخہ تھا۔ لیکن کچھ نشان زدہ شعر تذکرے میں نہیں ملتے اور تذکرے میں مذکور متعدد بیت دیوان میں بے نشان نظر آتے ہیں[1]۔ اس سے میں قطعی فیصلہ

[1] جن شعروں پر دیوان میں تو نشان نظر آتا ہے لیکن تذکرے میں انھیں داخل نہیں کیا گیا۔ ان کی تعداد (۲۹) ہے اور جن شعروں پر دیوان میں نشان نہیں ہے تاہم تذکرے میں نقل کیے گئے ہیں ان کا شمار (۷) ہوتا ہے۔

کرنے سے قاصر ہوں، تاہم ظن غالب یہی رکھتا ہوں کہ آرزو نے اسی نسخے کو اپنے سامنے رکھا تھا
مذکورۂ بالا تفصیل سے یہ بات صاف طور پر مترشح ہے کہ مخلص نے اپنا کلام آرزو کو دکھا
کر کسی کاتب سے صاف کرایا، اور بعدازاں موقع بموقع کمی، بیشی اور ترمیم کرتا رہا۔ چنانچہ اسی
شعر میں اپنی "نظر ثانی" کا ذکر بھی کرتا ہے:

للہ الحمد کہ در عرصۂ کمتر شعرم ۔۔۔ بگذشت از نظر ثانی مخلص یک یک

ایک بات آخر میں اور کہتا چلوں۔ دیوان کے صفحہ ۸۱ کا پہلا شعر یہ ہے:

می رسد بر لالہ و گل نازِ رخسار ترا ۔۔۔ دادہ اند آب از سبوی بادہ گلزار ترا

مصرع اول کے اوپر (بغیر قلم زد کئے) کسی نے یہ مصرع لکھا ہے۔

"گشتہ مستی لالہ کار حسنِ رخسار ترا"

اور دائیں جانب کے حاشیے پر باریک خط میں یہ عبارت درج کی ہے:
"صاحبا، مصرع اول پستر بود۔ بدلش نگاشتہ شد" اس کے بعد ایک علامت دستخط
کی سی ہے اور پھر فقط کی علامت تحریر ہے۔

یہ خط نہ مخلص کا ہے نہ خان آرزو کا کیونکہ مخلص کی جو معتبر تحریریں میں نے دیکھی ہیں،
اور جن کا اوپر ذکر بھی کر چکا ہوں، وہ اس سے بالکل جدا اندازِ خط میں ہیں۔ رہے خان آرزو
تو ان کے قلم کی لکھی ہوئی دو کتابیں مستقل ہمارے کتب خانے میں موجود ہیں ان کے ماسوا
"بہارِ عجم" کی ایک جلد محفوظ ہے، جس کے حاشیوں پر ان کے قلم کے تنقیدی نوٹ ثبت
ہیں۔ ایک نسخہ "علی حزیں کے "تذکرۃ الاحوال" کا بھی آرزو کے اپنے قلم کے لکھے ہوئے
اعتراضات پر مشتمل یہاں ہے۔ ان سب کے پیش نظر میں یہ بھی نہایت وثوق کے ساتھ کہہ
سکتا ہوں کہ مذکورۂ بالا تحریر کا آرزو سے کوئی خطی علاقہ نہیں ہے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ آرزو نے
حاضرین جلسہ میں سے کسی سے یہ نوٹ لکھوا دیا ہو۔

دیوان کے آخر میں ایک ورق ہے جس پر یہ عبارت درج ہے:

"بتاریخ نہم شہر رجب المرجب ۲۰ جلوس محمد شاہی روز یک شنبہ طرف صبح بخط مصنف باتمام رسید"

بظاہر یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ عبارت دیوان کے اتمام کی تاریخ بتاتی ہے لیکن خود دیوان مخلص کے قلم کا لکھا ہوا نہیں ہے اس بنا پر میرا گمان یہ ہے کہ اس آخری ورق سے پہلے کے کچھ صفحات گم ہو گئے ہیں۔ اُن پر کوئی نظم مخلص نے اپنے قلم سے لکھی ہوگی۔ یہ تاریخ اس کی کتابت کو ظاہر کرتی ہے۔ تاہم اس سے یہ اندازہ کر لینا آسان ہے کہ اصل دیوان کی ترتیب ۲۰ جلوس محمد شاہی مطابق ۱۱۵۱ھ سے قبل ہی عمل میں آ چکی تھی۔

تفسیر مظہری

تمام عربی مدرسوں، کتب خانوں اور عربی جاننے والے اصحاب کے لئے بیش بہا تحفہ

ارباب علم کو معلوم ہے کہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی یہ عظیم المرتبہ تفسیر مختلف خصوصیتوں کے اعتبار سے اپنی نظیر نہیں رکھتی لیکن اب تک اس کی حیثیت ایک گوہر نایاب کی تھی اور ملک میں اس کا ایک قلمی نسخہ بھی دستیاب ہونا دشوار تھا۔

الحمد للہ کہ۔ سالہا سال کی عرقریز کوششوں کے بعد ہم آج اس قابل ہیں کہ اس عظیم الشان تفسیر کے شائع ہو جانے کا اعلان کر سکیں اب تک اس کی حسب ذیل جلدیں طبع ہو چکی ہیں جو کاغذ دیگر سامان طباعت و کتابت کی گرانی کی وجہ سے بہت محدود مقدار میں چھپی ہیں۔

ہدیہ غیر مجلد جلد اول تقطیع ۲۰×۲۹ سات روپے، جلد ثانی سات روپے، جلد خامس سات روپے، جلد ششم آٹھ روپے، جلد ثالث زیر طبع، جلد رابع ؏

مکتبہ برہان اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶